رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۲
ٹیلیفون نمبر ۳۰۲۱
ہفت روزہ
المنبر
لائل پور
وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
مدیر مسئول
عبدالرحیم اشرف

آسمانی انتباہات کا لامتناہی سلسلہ

پاکستانی مسلمانو! آسمانی آواز کو سنو اور اپنی اصلاح کرو!

پاکستان کو قائم ہوئے بفضلہ تعالیٰ اکیس برس ہو رہے ہیں، اس عرصہ میں نعمتیں، مال و دولت، عہدہ و منصب کے وہ مواقع ہمیں میسر آئے جو متحدہ ہندوستان میں ممکن نہ تھے لیکن اگر مرحلۂ تقسیم میں جبری تبادلۂ آبادی نہ ہوتا، تب بھی اس فراوانی کا تصور ممکن نہ تھا — لیکن دوسری جانب تقسیم ہی کے لمحات میں مسلمانوں کا قتل عام، مسلم خواتین کی بے حرمتی، چالیس ہزار مسلمان بیٹیوں اور بہنوں کا اغوا...... بھارت سے مسلسل مخاصمت اور اس کے ظالمانہ اقدامات، ابتدائی برسوں میں مسلسل سیلاب، لیاقت علی خاں مرحوم کا ایسا قتل جس کا سراغ نہ مل سکا، ملک کی تقسیم، تین سال قبل بھارت کا شدید حملہ، ملت اسلامیہ کا باہمی تصادم — اور اب ہیضہ اور چیچک، ایشین فلو وبائی امراض — یہ ایک مسلسل انتباہ ہے جو زمین و آسمان کے مالک اور پاکستان کو بطور ایک امانت کے ہمارے سپرد کرنے والے آقا کی جانب سے جاری ہے۔

اگر ہم خدا کو مانتے ہیں، اگر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ زمین پر جو کچھ ہوتا ہے اس کا فیصلہ آسمان سے صادر ہوتا ہے تو آیئے ہم اس آسمانی آواز پر غور کریں جو زمین پر رونما ہونے والے حوادث، ابتلاؤں، بیماریوں اور دوسرے آلام و مصائب کے بارے میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط اور قرآن مجید کے الفاظ میں ہمیں سنائی جا چکی ہے۔

قرآن عزیز کے الفاظ یہ ہیں:-

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

(پ ۲۸ - الطلاق ع ۲)

اور بہت سی بستیوں (کے باشندوں) نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے بڑی سختی سے ان کا محاسبہ کیا، اور انہیں بہت ہی بری سزا دی تو انہوں نے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیا اور ان کا انجام خسارہ ہی ہوا۔ اللہ نے ان کے لئے (اور بھی) سخت عذاب تیار کر رکھے ہیں۔ تو اے عقل والے مسلمانو (اللہ کے غضب) سے ڈرتے رہو۔ خدا نے تم کو آگاہ کرنے کے لئے تمہاری طرف ایک رسول بھیج دیا جو تم کو اللہ کی کھلی کھلی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں، تاکہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان کو برے اعمال اور مصائب کی تاریکیوں سے نکال کر نور سلامتی اور اچھے اعمال (روشنی) کی طرف لے آئیں اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا خدا اس کو باغوں میں لے جا داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ابدالآباد ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ (ابن ماجہ - باب العقوبات)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والو! پانچ باتیں ہیں، خدا نہ کرے تم ان میں مبتلا ہو۔

۱- جب کسی قوم میں علانیہ بے حیائی عام ہوتی ہے تو ان میں طاعون پھوٹ پڑتا ہے اور ایسے امراض بکثرت وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ اس سے پہلے لوگوں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

۲- اور جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کی مرتکب ہوتی ہے تو ان پر قحط مسلط کر دیا جاتا ہے، ان پر پریشان حالی اور مشقت مسلط کر دی جاتی ہے، اور ان کے حکام ان پر مظالم ڈھاتے ہیں۔

۳- اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوٰۃ روک لیتی ہے تو ان کا خدا ان سے بارش روک لیتا ہے، اگر چوپائے نہ ہوتے تو مینہ برسنا ہی بند ہو جاتا۔

۴- اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو ان پر اللہ تعالیٰ غیر قوم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ ان سے ان کے بعض اموال، مناصب اور عہدے چھین لیتا ہے۔

۵- اور جب ان کے حکمران اور ... کتاب اللہ کے مطابق پالیسیاں وضع نہیں کرتے اور اللہ کے نازل کردہ قانون پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان خانہ جنگی پیدا کر دیتا ہے۔

پردہ اور قرآن

(مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ)

گھروں کے اندر کے پردے سے متعلق اصولی قوانین

مذکورہ بالا آیات میں گھروں کے اندر داخل ہونے سے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات دی گئی ہیں:-

(۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کے زنانہ مکان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا مگر دو شرطوں کے ساتھ، ایک تو گھر والوں کے وہ اجنبی نہ ہو، بلکہ ان کے ساتھ اس کا انس اور ربط و ضبط ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ داخل ہونے سے پہلے سلام کر کے داخل ہونے کی اجازت حاصل کرے۔

اس کی صورتیں کئی ایک ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ گھروں کے ساتھ قرابت اور رشتہ داری کا تعلق رکھتا ہو۔ یا صاحب خانہ کا قابل اعتماد دوست ہو یا خدمت اور غلامی کی نسبت رکھتا ہو۔

سلام اجازت حاصل کرنے کا ایک مہذب اور بابرکت طریقہ ہے۔ اور اس کی صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی ہے کہ دروازے کے پاس تین مرتبہ سلام کرے اگر کوئی جواب نہ ملے اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جائے۔

(۲) اگر گھر پر صاحب خانہ موجود نہ ہو تو جب تک اجازت نہ ملے داخل نہ ہو اور اگر لوٹ جانے کے لئے کہا جائے تو بے تکلف لوٹ جائے۔

(۳) جو مکانات زنانہ نہ ہوں تو مذکورہ بالا اجازت کی شرط سے وہ مستثنیٰ ہیں مثلاً مردانہ بیٹھکوں میں ہر شخص آ جا سکتا ہے۔

(۴) داخل ہونے والے مرد کو چاہیئے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھے اور شرم گاہوں کے معاملہ میں پوری احتیاط برتے۔

(۵) اس حالت میں گھر کی بیبیاں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

(ا) اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔

(ب) اپنی شرم و احتیاط کی جگہوں کو پوری طرح محفوظ کریں۔

(ج) اس طرح سمٹ سمٹا جائیں اور اپنا لباس اس طرح سنبھال لیں کہ ان کی زینت کی چیز ظاہر نہ ہو۔ صرف وہ زینت اس سے مستثنیٰ ہے جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہو۔ مثلاً لباس کا اوپر کا حصہ

(د) اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیں کہ سینہ چھپ جائے۔

(ہ) چلتے پھرتے زمین پر پاؤں مار کے نہ چلیں کہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔

(۶) تمام محرم اور نامحرم عزیزوں اور متعلقین کے لئے گھروں کے اندر آنے جانے میں ان قواعد کی پابندی لازمی ہے۔ البتہ عورت کے لئے زینت کی چیزوں کے اظہار کی جو ممانعت ہے۔ اس سے شوہر اور محرم اعزہ یعنی باپ بھائی بھتیجے بھانجے وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح بوڑھے ملازم کے ساتھ غیر اولی الاربہ اور عورت کی ضرورت سے مستغنی کی قید لگا کر یہ واضح کر دیا ہے کہ جوان ملازم کے سامنے اظہار زینت جائز نہیں اور ملازم اور غلام دو لفظوں کا ذکر چونکہ آیات میں الگ الگ موجود ہے اس وجہ سے ملازم کو غلام پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے۔ ملازم، خادم اور غلام میں معاشرتی اور نفسیاتی اعتبارات سے آسمان و زمین کا فرق ہے۔ نابالغ بچوں کو بھی مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دینی بہنوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر مسلم عورتوں کے سامنے شریف خاتون کو اظہار زینت سے بچنا چاہیئے۔ مبادا وہ کسی فتنہ میں مبتلا کر دیں۔

بعض مزید تشریحات

گھروں کے اندر کے پردے سے متعلق یہ اصولی قوانین ہیں اس کے بعد لوگوں کے سوال پر اسی سے متعلق بعض مزید تشریحات اور ہدایات نازل ہوئیں جو یہ ہیں:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(ترجمہ)

اے ایمان والو تمہارے غلام اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں اجازت لیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتارتے ہو۔ اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ ان کے علاوہ اوقات میں تم پر اور ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ بے اجازت آئیں جائیں۔ تم ایک دوسرے کے پاس ہر وقت آنے جانے والے ہو۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو واضح کرتا ہے۔ اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اور جب تم سے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ اسی طرح اجازت لیں جس طرح ان سے پہلے والے اجازت لیتے رہے۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتوں کو وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ اور بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امیدوار نہیں ہیں۔ ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کپڑے الگ کر دیں۔ بشرطیکہ زینت کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر احتیاط رکھیں تو ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

رخصت کی حدود

مذکورہ بالا آیات میں جو ہدایات بیان ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) غلاموں اور نابالغ بچوں کو گھر کے اندر جانے کے لئے ہر وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ نماز فجر سے پہلے دوپہر کے وقت اور عشاء کے بعد اجازت لینی ضروری ہے۔ ان اوقات میں بلا اجازت آنے کی ممانعت ہے۔ (باقی ہے)

(نشتر دریابادی)

چمک اٹھے جہاں میں پھر مقدر بیگماں اپنا

نظر آتا نہیں کوئی امیر کارواں اپنا
کہیں کس چارہ ساز قوم سے درد نہاں اپنا
بھٹک کر رہ گیا منزل سے پہلے کارواں اپنا
نہیں پاتا کہیں گم کردہ منزل نشاں اپنا
یہ کیا انقلاب آیا ہوئی تقسیم تو کیسی
تو دنیا اپنے حصے میں بنے ہے باغ جناں اپنا
شکستہ خاطری افراد ملت پر مسلط ہے
مقدر ہو چکا ہے غم نصیب دشمناں اپنا
نہ اب مسلم میں جوش ہے نہ غیرت ہی باقی
پڑا ہے لشکر غفلت میں سر پیر و جواں اپنا
جو صورت ہے جو نقشہ ہے بیاں سے کم نہیں سکتا
زمیں دشمن مخالف ہو چکا ہے آسماں اپنا
پیاپے تیر غم چلتے ہیں اک جان مسلماں پر
گھرا ہے ورطۂ طوفان غم میں کارواں اپنا
جھپٹنے برق اک جانب تو صیاد اک جانب
ستمگر باغباں بھی لوٹتا ہے آشیاں اپنا
یہ حیرانی یہ پریشانی یہ غم یہ رنج یہ آفت
اٹھے ہر چار سو کیوں نشیمن آندھیاں اپنا
غلامی مفلسی ادبار و نکبت اور رسوائی
مسلط کیوں ہوئے کیوں مٹ گیا نام و نشاں اپنا
پیاپے ٹھوکریں کھا کر بھی ہشیاری نہیں آتی
نظر آتا نہیں کیوں قوم کو سود و زیاں اپنا
ہوئی بیگانگی دین جہاں میں وجہ رسوائی
ہوا برباد کر توتوں سے اپنے گلستاں اپنا
جبین مرد مسلم میں نہیں سجدوں کی تابانی
گنہگاری کے پردے میں ہے مخفی نشاں اپنا
اگر پھر صدق دل سے تم پکڑ لیں اسوۂ حسنہ
چمک اٹھے جہاں میں پھر مقدر بیگماں اپنا
چمن پھر لہلہا اٹھے بہاریں عود کر آئیں
خدا کے دین کا گھر ہو جائے ہر پیر و جواں اپنا
اگر ہر فرد ملت حامل اسلام ہو جائے
تو ہو جائے خدا کی شان رحمت پاسباں اپنا

خدا کی بندگی سے ہم نے جب منہ موڑا
خدا کا قہر ٹوٹا کھو گیا امن و اماں اپنا

جلد ۱۳ — شمارہ ۵
ہفت روزہ المنبر لائلپور
۴ صفر ۱۳۸۸ھ — ۳ مئی ۱۹۶۸ء

وَلٰکِنَّہٗ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ

قوم معروف بلیہ کہ دیتے ہی ہیں جب وہ کلیۃً مادی دائرے میں ہے۔ مجید نے اس اسپید عظم کو عذاب الٰہی کے مفہوم کا زیر بحث جو صورت کے مرض پر بھکتے چلے جاتے ہیں اور وہ شیوۂ انسانی کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ الاعراف ع ۲۲)

لیکن جب انسان روحانی رفعتوں کی بجائے مادی پستی کو اپنا مقصود و محبوب بنا لیتا ہے اور علم کو اصحاب جاہ و مال کی رضا طلبی کے لئے استعمال کرتا ہے تو قرآن کی زبان میں اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو اگر آقا کے قدموں میں پڑا ہے تب بھی اپنی زبان کو نکالتا اور آقا کے قدموں کو چاٹتا ہے اور اگر وہ اسے دھتکار دے تب بھی۔ اس کی حالت ایسی ہی رہتی ہے اور وہ زبان منہ سے نکالتا اور ہانپتا ہی رہتا ہے۔

فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث

یہ عبرت ناک تمثیل ہمیں اس وقت یاد آئی جب ہم نے ایک مولوی کو ہمنے وہ صاحب کا تفسیری پرچہ پڑھا جس میں وہ لکھتے ہیں۔

"خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت بھی "لادینی" مذہب کی ذات سے ہو رہی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، لہٰذا تم اپنی کھیتیوں کو جیسے چاہو استعمال کرو اور خاص طور پر آنے والی اولاد کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھو۔" (البقرہ)

ان کا ارشاد ہے کہ

"اس آیت میں تقدیم ضروریات زندگی کا نقشہ پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ تم پہلے ضروریات زندگی اور وسائل حیات کا انتظام کرو اور پھر اس کے مطابق نظام تولید کو منظم کرو۔ مطلب ظاہر ہے کہ اپنے وسائل کے مطابق ہی تولید کا انتظام ضروری ہے۔ اگر وسائل کا تقاضا کثرت تولید ہو تو اس پر عمل کیجئے اور اگر وسائل کا تقاضا قلت تولید ہو تو قلت تولید امت مسلمہ پر فرض ہے۔"

جو ملت کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ میں

دنیا کی سب سے پہلی اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی تو آپ نے ایک طرف مدینہ منورہ شہری کی اور دوسری طرف مواخات و اخوت کے ساتھ مملکت کا معاشی سرمایہ کر دیا اور پھر ان ارشادات کی روشنی میں نظام تولید بھی ۔۔۔ اور معاشی مساوات کا نظام بھی ۔۔۔ ایک ایسی ترقی پذیر ریاست کی بنا رکھی کہ دس سال کے قلیل عرصہ میں مدنی حکومت پورے عرب پر چھا گئی۔

یہ مولوی صاحب یا "حضرت مولانا" خود کیا ہیں؟ ماضی قریب و بعید میں مذہب کے نام پر آپ کہاں کہاں کرشمے دکھا چکے ہیں؟ ذرا اس سے صرف نظر کرتے ہوئے دیکھنا یہ ہے کہ ان حضرت کا یہ استدلال ہے کیا؟

آپ فرماتے ہیں لادین مذہب ۔۔۔ ان کے نزدیک مذہب اسلامی نظام کے تصور کے بغیر ۔۔۔ "لادین مذہب" ہے اور یہ اپنے سوا اصحاب جبہ و دستار محقق اسلام علامہ اور مفتی صاحب کے سوا سبھی کو "لادین مذہب" کے علمبردار سمجھتے ہیں ۔۔۔ کی طرف سے "خاندانی منصوبہ بندی" کی جو مخالفت ہو رہی ہے یہ قرآن کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے "عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جیسے چاہو استعمال کرو" ۔۔۔ اور خاص طور پر "آنے والی اولاد کے لئے پہلے سے انتظام کر لو" ۔۔۔ اس آیت سے ان کا استدلال یہ ہے کہ جب تک ضروریات فراہم نہ کر لی جائیں "اولاد" کا پیدا کرنا جائز نہیں۔

اب آئیے قرآن مجید کی آیت سنئے ارشاد ہوتا ہے

نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم

اس آیت میں "وقدموا لانفسکم" کا ترجمہ ان مولوی صاحب نے کیا "آنے والی اولاد کے لئے پہلے سے انتظام کرو" اور اس کی تفسیر یہ محقق ان الفاظ سے فرماتے ہیں

"تم پہلے "ضروریات زندگی" اور "وسائل حیات" کا انتظام کرو اور پھر اس کے مطابق نظام تولید کو منظم کرو۔۔ اگر وسائل کا تقاضا "قلت تولید" ہو تو "قلت تولید" امت مسلمہ پر "فرض" ہے۔"

عربی زبان سے ناواقف تو بڑی بات، قرآن مجید کو منزل من اللہ سمجھنے اور خدا تعالیٰ کو کم از کم حاضر و ناظر ماننے والا کوئی شخص اس جہالت اور جسارت کا ارتکاب نہیں کر سکتا کہ جو قرآنی جملہ انسان کو سر تا قدم ایمان اور روحانیت سے معمور کر دینے

والا تھا اس کا مفہوم انہوں نے "اولاد" کا کر کے "مادہ پرستانہ" یا "قرآن" توڑ دیا ہے۔

"وقدموا لانفسکم" ۔۔۔ عورتیں تمہارے لئے محل کھیتی ہیں، لیکن خوب یاد رکھو کہ ان سے تعلق صرف لذت اندوزی اور حظ نفس ہی کی خاطر نہ ہو۔ ان سے قربت کا مقصد بھی یہی ہونا چاہئے کہ اس دنیا میں اولاد صالح پیدا ہو اور ان سے تعلق حدود الٰہی کے اندر اور رضاء الٰہیہ کے مطابق ہو تاکہ تمہارا یہ کام بھی توشۂ آخرت بنے، پورا اجر آگے بھیج سکے۔

وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

اور آگے کی تدبیر کرو اپنے لئے اور ڈرتے رہیئے اللہ سے اور آگاہ رہو کہ تم اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو اور اصحاب ایمان کو بشارت دیجئے کہ ان کے جملہ اعمال و افعال حتیٰ کہ حقوق زوجیت کی ادائیگی بھی احکام الٰہی کے مطابق انجام دیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے طفیل میں ملاقات الٰہی عنایات کا ذریعہ بنیں گی۔ (الفاظ امام ابن کثیر)

(وقدموا لانفسکم) ای من فعل الطاعات مع امتثال ما نہاکم عنہ من ترک المحرمات ولہٰذا قال (واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ) ای فیحاسبکم علی اعمالکم جمیعہا (وبشر المؤمنین) ای المطیعین للہ فیما امرہم التارکین ما عنہ زجرہم (ابن کثیر صفحہ ۲۶۲ ج ۱)

"وقدموا لانفسکم" یعنی آگے بھیجو اطاعت و فرمانبرداری پر مبنی اعمال اور حرام کردہ افعال کو ترک کرنے کی وفا کیشی، یہی وجہ ہے کہ اس کے معاً بعد فرمایا "واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ" اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین پر مبنی علم حاصل کرو کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہو اور وہ اس ملاقات میں تمہارے جملہ اعمال کا احتساب فرمائے گا "وبشر المؤمنین" لیکن اصحاب ایمان کو بشارت ہو کہ ان کی اطاعت اور معصیت سے اجتناب کرنے کی بدولت یہ ملاقات ان کے لئے نوید مغفرت اور اضافہ مسرت کا ذریعہ بنے گی۔

غور فرمایئے، قرآن کے اس ارشاد پر اور زمینی پستی کی جانب نہ صرف جھکنے والے بلکہ ہانپ ہانپ کر مادہ پرستی کی دلدل کے حوالے کر دینے والے، ان حضرت علامہ کے استدلال پر کہ جب تک مادی وسائل و ضروریات کو پورا نہ کر لو، اولاد پیدا کرنے کا نام نہ لو۔ اگر دیا گیا تو اس فرض کے تارک

شادی کے جائز طریقے وسائل مہیا کرنے سے قبل، اولاد پیدا کرنے کی جسارت کر لی۔

ہم جاننا کب چاہتے ہیں! انسانوں کی ہر دم، تشریح نظر —— موجود رہے ہیں اور موجود ہیں۔ ایک نظریہ کہ انسان اور رزق کا خالق ایک اللہ ہے، اس نے زمینی قوتوں اور صلاحیتوں کو اس ڈھب پر ترتیب دیا ہے کہ انسان کو جس قدر ضرورت ہو گی اسے وہ یہیں محنت کرے اس کے مطابق یہ زمین اپنے اندر مخفی خزانوں کو اگل دے، اور کہ اگر انسانی کوشش اللہ کے تحت ہو تو اس کا نتیجہ برکت یعنی مقدار کی زیادتی اور تعداد کی کمی، دونوں صورتوں میں "کفالت" اور کفالت سے زائد بچ رہنے کی صورت میں رونما ہو گا۔

قرآن مجید اس نظریہ کا علمبردار ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقکم وایاہم (ہر متحرک چیز کے رزق کی فراہمی کی ذمہ داری اس کے خالق پر ہے۔ تم "رزق" کی تنگی اور کمی کے خوف سے قتل اولاد کے منصوبے مت باندھو، تمہیں اور تمہاری اولاد کو رزق دینے والے ہم ہی ہیں)

کی تشریح فرماتا ہے۔ سرور کونین اس نظریہ کے ترجمان و مبلغ تھے، آپ نے باوضاحت فرمایا: ان عورتوں سے نکاح کرو جو معاشرتی اعتبار سے تمہاری مسرتوں کا باعث ہوں اور اولاد جننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہوں۔ تم اولاد کی صلاحیت نہ رکھنے والی عورتوں سے شادی نہ کرو، میں قیامت کے دن اپنی امت کی تعداد کی کثرت پر فخر و مباہات کروں گا؟

دوسرا نظریہ مادہ پرست دنیا کا ہے اور آج دنیا کے باسی رزق کے پیمانے سے "اولاد" پیدا کرنے کے جاہلانہ نظریہ کے علمبردار ہے ہیں جنہیں قرآن نے "ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق" کے الفاظ سے مخاطب فرمایا اور "نحن نرزقکم وایاہم" کے ارشاد سے اس نظریہ کو باطل اور حماقت قرار دیا۔

اب اگر کوئی مولوی کہلانے والا شخص اس جاہلانہ غیر اسلامی نظریہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی جسارت کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اولاد کی تحدید رزق کے پیمانے پر شرعاً "فرض" ہے، تو اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے جو قرآن نے فرمایا۔

واتل علیہم نبا الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا
فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطٰن فکان
من الغٰوین ولو شئنا لرفعنٰہ بہا و
لکنہ اخلد الی الارض واتبع ہوٰہ و
فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ
یلہث او تترکہ یلہث ذٰلک مثل
القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا فاقصص
القصص لعلہم یتفکرون ساء
مثلا القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا وانفسہم
کانوا یظلمون من یہد اللہ فہو
المہتدی ومن یضلل فاولٰئک ہم
الخٰسرون ولقد ذرانا لجہنم
کثیرا من الجن والانس لہم قلوب
لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون
بہا ولہم اٰذان لا یسمعون بہا اولٰئک
کالانعام بل ہم اضل اولٰئک ہم
الغٰفلون (الاعراف)

(ترجمہ) اور سنا دے ان کو حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا گمراہوں میں۔ اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے۔ تو اس کا حال ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے، یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں۔ بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔ جس کو اللہ رستہ دے وہی رستہ پاوے اور جس کو وہ بچلا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں۔ اور ہم نے پیدا کئے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ۔ وہی لوگ ہیں غافل۔

قرآن مبین کی ان توضیحات کے بعد ہم کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے اور صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس طرح ان مولوی صاحب نے "مادہ پرستی" کو ایمان پر مقدم رکھ کر "وقدموا لانفسکم" کے معانی میں عمل سے انحراف اور الحاد کو اختیار کرنے کا راستہ پسند کیا ہے، اسی طرح انہوں نے مدینہ طیبہ میں حضور نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے "مردم شماری" کروانے اور اس معاشی سروے سے ذاتی شدہ اعداد و شمار کی روشنی میں "نظام تولید" نافذ فرمانے کا ذکر کیا ہے اس کی حیثیت بھی افتراء علی الرسول سے کم نہیں ہے ——— اور جس طرح ان مولوی صاحب نے ایک مدت تک "حنفیت" میں غلو کیا اس کے بعد ترک حنفیت اور "اہلحدیث ہونے" کا اعلان کر کے چند احمقوں کا سہارا لیا ہے ——— اور اب یہ سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش میں ناکامی کے بعد جناب فضل الرحمان صاحب کے قائم فرمودہ ادارہ "تحقیقات اسلامی" میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کا آغاز انہوں نے اس مفتریانہ مضمون سے کیا ہے۔ یہ سب حرکتیں ایسی ہیں جن کے سرے کو پا لینے کے بعد علماء حق کو یہ سوچنا ہو گا کہ اس دور کی مادہ پرستانہ تہذیب کس طرح کمزور ایمان افراد کو اکابر کے تعقب و دامن بنا رہی ہے اور اس تہذیب کے تصورات پر مبنی اسلام کی تبلیغ و دعوت کس طرح اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے درپے ہے ——— اور پھر احمد بن حنبل، ابوحنیفہ، مالک بن انس، ابن تیمیہ، احمد سرہندی، ولی اللہ، اسماعیل شہید، عبداللہ غزنوی اور محمد قاسم نانوتوی علیہم الرحمۃ کے جانشینوں پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور انہیں اس سے کس طرح عہدہ برآ ہونا ہے۔ اللّٰھم الھمنا مراشد امورنا ووفقنا لما تحبہ وترضاہ۔

کوسیجن نئی دہلی میں

روسی وزیراعظم بھارت کے دورے پر آئے، پاکستان نے ان کا استقبال پوری گرمجوشی سے کیا، وہ بھی اس استقبال اور صدر مملکت سے گفتگو کا پر مسرت اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کابل تک پہنچے لیکن انہوں نے اچانک یا سیاسی زبان میں ڈرامائی طور پر اعلان کیا کہ وہ براہ راست ماسکو جانے کے بجائے چند گھنٹے نئی دہلی میں اندرا گاندھی کے ساتھ گزاریں گے، وہ وہاں گئے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک کسی دوسرے کی شرکت کے بغیر اندرا گاندھی اور کوسیجن مصروف ملاقات رہے۔

ہمارا موضوع سیاست نہیں، لیکن عزت نفس اور قومی وقار کا تقاضا ہے کہ ہم یہ عرض کریں کہ پاکستان کی دعوت پر روسی وزیراعظم یہاں تشریف لائے تھے، ورنہ ابھی چند ماہ ہوئے وہ بھارت کی دعوت پر نئی دہلی بھی تشریف لے گئے تھے لیکن ان دونوں دوروں میں یہ امتیاز اگر کوسیجن پاکستان کے دورے سے فراغت کے معاً بعد بغیر کسی سابقہ اعلان اور فیصلے کے اچانک اپنے ہوائی جہاز کا رخ نئی دہلی کی جانب موڑ دیں۔ اس کا ایک مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ کوسیجن صاحب نے علانیہ ثبوت مہیا کر دیا کہ اگرچہ وہ عالمی مصلحتوں اور پاکستان کے محل وقوع اور اس کی آزاد خارجہ پالیسی کے تحت مجبور ہیں کہ پاکستان سے اچھے تعلقات کو بحال رکھیں ——— لیکن عملاً اور ذہناً ہر دو اعتبار سے وہ بھارت کو "ایشیا" کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کرتے ہیں اور انہوں نے پاکستان میں اپنے پہلے دورے ہی کے دوران، اندرا گاندھی کو یہ اطمینان دلانے کی ضرورت محسوس کی کہ صدر ایوب سے ان کی ملاقاتیں اور پاکستان میں ان کے تعلقات بھارتی سیاست کے نقطہ نظر سے کم از کم کسی تشویش کا باعث نہیں اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ پاکستان کی امداد بصورت "اقتصادی امداد" تک محدود ہے۔

اور ظاہر ہے کہ روس سے بھارت کی اقتصادی امداد کے ساتھ ساتھ فوجی امداد بھی اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہی کی سطح جتنی اسے اقتصادی مدد ملی ہے ——— اور اس سلسلے میں کوسیجن صاحب نے کبھی بھی پاکستان کو مطمئن کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

ضروری اعلان

بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر ماہوار اشاعت کو ملتوی کرنا پڑا۔ ارادہ ہے کہ آئندہ ماہوار اشاعت کو عام اشاعت کے سائز میں دگنا پیش کیا جائے گا اور خاص سلسلہ مضامین شروع کیا جائے۔ تفصیلی اعلان کا انتظار کیجئے۔ (مدیر)

شبیر حسن جعفری

اقبال

نقاش پاکستان کی حیثیت سے

یہ مقالہ مجلس اخبار رشید کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے یوم اقبال پر پڑھا گیا تھا (مدیر)

ہستی کی ثبات، چاند کی چاندنی، رات کا اندھیرا اور دن کی روشنی جس طرح ہر جیب و جیب، ایک وہ جو عالم و عامی اور میرے جواں سب کے لئے ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال بھی مفکر ہیں سب کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ لفظ "سب کے لئے" میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ آج کل کتابوں کے نام بھی اسی طرح لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً "سائنس سب کے لئے" — "ہم سب کے لئے"۔ اب یہ ہماری اپنی ذمہ داری ہے کہ ہم ان "سب کے لئے" سے "اپنے لئے" کچھ حاصل کریں۔ اور اس حصول کا ذریعہ ہماری اپنی کوشش، علم و دانش اور ذوق و شوق ہو سکتا ہے۔ ہاں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اقبال ہم سب کے لئے ہیں اور ہم ان سے مختلف طریقوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے گزشتہ برس کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ چار دوستوں کو کراچی سے لاہور کے لئے سوار ہوا — دریائے راوی کا پل زیر تعمیر تھا اور بسوں کو ایک عارضی راستے پر ڈالا جاتا تھا۔ اور وہاں بسوں کے آہستہ چلنے کے سبب لوگ گھس جاتے تھے۔ ایک بچے کو گرتے ہوئے جب میری طرف [illegible] کے لئے [illegible] ہوئے تو میں نے اس سے کہا [illegible] [illegible] ہو۔ کچھ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہم بھی ہو — گو کر سارا زمانہ [illegible] انہیں برداشت کرتا ہوں اور تم لوگ تو بسوں پر بیٹھ کر یہ کام کرتے ہو اور کچھ لوگ مزاروں پر بیٹھے ہیں اور اقبال نے تو کہا ہے کہ سب گدا گر ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اقبال کا یہ شعر پڑھا۔

مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا

سوچنے کی بات ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو تعلیمات اقبال کی روح کو سمجھتے ہیں۔ اس سے یہی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک "بڑی کتابوں" اور بڑے لوگوں کو پوری طرح سمجھا نہیں گیا — اور یہی سبب ہے کہ دنیا میں مختلف مذاہب، فرقے اور فلسفے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات اس لحاظ سے بڑی حوصلہ افزا ہے کہ ہم لوگ ان مفکرین کو سمجھنے کے لئے جو کام کرتے ہیں، اس سے علم و دانش کا لا متناہی سلسلہ قائم ہے۔ اگر یوں یہ معلوم ہو جائے کہ اقبال کا شاہین کون ہے؟ کیسا ہے؟ یا فلسفہ خودی کو کچھ جانچیں تو ہماری علمی جستجو کا راستہ بند ہو جائے گا۔ جستجو کو قائم رہنا چاہئے۔ نئی نئی چیزیں سامنے آتی رہیں تو اچھا ہے۔ اور یہ کچھ شعراء کے مداحوں نے جو تفسیریں اپنے پسندیدہ شعراء کے کلام کی لکھی ہیں، وہ اصل کلام سے بڑھ کر ہیں — اور کچھ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں۔ ایک مثال پیش کروں گا — علامہ اقبال نے اپنے ذہن میں جو نقشہ قیام پاکستان کا بنایا تھا اس کو قائد اعظم نے سمجھا اور سے ایمان کا درجہ دیا — دن رات پاکستان کے حصول کی خاطر کام کیا اور اسے بنا کر دم لیا۔ اب آپ دیکھئے کوئی بات سوچنا، اتنا بڑا کام نہیں ہے، جتنا بڑا کام اس بات پر عمل کرنا ہے۔ آپ قائد اعظم کے اقبال اور اس بحث کرنے والے کے اقبال کا موازنہ کیجئے جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں — یا رہیئے کہ اقبال دونوں کا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ وہ لوگ جو نہ تو قائد اعظم کا سا عزم رکھتے ہیں اور نہ گداگری بطور پیشہ اپنانے کے لئے تیار ہیں، ان کا اقبال کون سا ہے؟ وہ اسے کہاں پاتے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں ہر سال اپریل کے آخری ہفتہ مل جاتا ہے جب یاد اقبال منائی جاتی ہے یہ ہمارا ثقافتی تہوار بن گیا ہے۔ ہماری مذہبی ادبی تہواروں میں آ کر منسلک ہو گیا ہے۔ آئیے آپ کو اس اقبال سے ملاؤں جس نے ذہنی پاکستان کا تصور دیا۔ جہاں آج ہم بیٹھ کر اس محسن کو یاد کر رہے ہیں۔

ایک شاعری تو اس سے کی جاتی ہے کہ شاعر چاہتا ہے آپ کو "شاعر" کہلانا چاہتا ہے۔ شاعری کی دوسری مگر بلند ترین قسم وہ ہے، جہاں شعر، شاعر کو کچھ کہنے پر مجبور کر دے۔ شعر اس کے دل کی آواز ہو اور یہی شاعری، پیغمبری کا جزو ہوتی ہے۔ اقبال کی شاعری [illegible] دوسری قسم تھی۔ شاعر متاثر ہوتا ہے اپنے گرد و پیش سے، مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالات سے یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عظیم شاعر کے کلام سے ہم اس دور کے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اقوام عالم کے عروج و زوال کی داستان، تاریخ کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ داستان سبق آموز، عبرتناک اور دردناک ہے۔ یہ تاریخ ہمیں ہر وقت درس دے سکتی ہے کہ قومیں کس طرح زندہ رہتی ہیں۔ اور کیونکر نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ تاریخ وہ آئینہ ہے جس میں ہر قوم اپنا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔ جن اقوام نے اپنے ذہن کو حرکت دی، فکر و عمل سے کام لیا۔ وہ کامیابی سے سرفراز ہوئیں۔ فکر کی قوت انسان کو سب سے بلند بناتی ہے جسمانی لحاظ سے کروڑوں لوگ آج بھی موجود ہیں جو غلام ہیں۔ لیکن جو لوگ فکر و دانش اور عمل کو یکجا کرتے ہیں وہ آزاد رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اقبال سے ہماری جدید تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

برصغیر کی سیاسی اور شعوری فضا اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال کے بعد سے دگرگوں نظر آتی ہے مسلمانوں کو برصغیر میں ایک مدت تک قومی مفکر نہ مل سکا۔ کوئی ایسی شخصیت نہ تھی جو مسلمانوں کے زوال کے اسباب کی نشاندہی کرتی۔ اور قوم کی رگوں میں تازہ خون دوڑاتی — دوسری طرف سلطنت برطانیہ پاؤں پھیلا رہی تھی۔ اپنے خاص اور آزمودہ نسخے استعمال کر کے مسلمانوں کو گہری نیند سلا رہی تھی۔ قومی غیرت مر چکی تھی اور احساس زیاں ختم ہو چکا تھا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ایک جانب انگریز اپنے قدم جما رہے تھے تو دوسری طرف سر سید احمد خاں مسلمانوں کی بھٹکی ہوئی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے مصروف کار تھے۔ انہوں نے جدید تعلیم کے چپوؤں کا سہارا لیا۔ سرسید کے ساتھ حالی اور شبلی — وقت کی ضرورتوں کے ساتھ تھے۔ اکبر الہ آبادی نے ان کی کوششوں سے اختلاف کیا اور اس طرح کشتی کو کنارے تک پہنچا دیا لیکن مسافر حیران تھے کہ اب کدھر کا رخ کریں۔ کشتی نے آخر کسی ساحل کو اپنا وطن کہیں؟ ایسے وقت میں علامہ اقبال سامنے آتے ہیں۔

دیا اقبال نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا
یہ اک مرد تن آساں تھا، تن آسانوں کے کام آیا

اس پر اقبال نے یہ بھی اعلان کیا

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمان خوش آہنگ
دنیا نہیں مردان جفاکش کے لئے تنگ
چیتے کا جگر چاہئے، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنی دانش و فرہنگ

٭

اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی شخصیت، حقوق، اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لئے شعر کے پیرائے کا سہارا لیا — مقصد شاعری کرنا نہ تھی بلکہ ایک پیغام پہنچانا تھا۔

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

آپ نے کہا اے رزق تلاش مت کرو جس سے تمہاری قوت و غیرت مسکرکر ہو جائے۔ آپ نے مسلمانوں کو ایک ہونے اور مضبوط بننے کی تلقین کی ہے اور اتفاق و اتحاد کی طاقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اقبال نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو جگایا۔ قومی شعور پیدا کرنے سے ہو یا رکھتے ہیں کہ جو قوم خود کو پہچان لیتی ہے، خودی کو سنوار لیتی ہے وہی قوم مستقبل میں راہنما بن جاتی ہے۔ اقبال کی اس تڑپ اور بے چینی کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کسی وقت بھی سکون سے نہیں بیٹھے آپ کے فکر کی گہرائیوں میں قوم چھپی ہوئی تھی۔ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے آپ نے وہ کام کیا جو ان کے عوام کے لئے لیڈر نے اور فرانس میں روسو نے کیا۔ اقبال عالمگیر فکر کے مالک تھے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی حالت پر افسوس کرتے تھے اور اس نظریے کے پرچم بردار تھے کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو جائیں ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

مگر ہندی مسلمانوں کی حالت پر انہیں بار بار خیال آتا تھا چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے جذبہ بھی ذہن میں دیا کہ ان کو ایک الگ خطہ زمین حاصل کرنا چاہیئے جہاں وہ اپنے مذہب، روایات اور ضروریات کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کر سکیں یا بہت البتہ کا فریضہ ادا کر سکیں، اور اس موقعہ پر آپ نے مسلمانوں کو خبردار بھی کیا تھا ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تحریک کے ناکام ہونے پر مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر انگریزوں نے ہندوؤں کے تعاون سے تباہ کر دیا تھا۔ ہندو، تعلیم، تجارت کے میدان میں آگے تھے۔ سرکاری ملازمتوں اور دوسرے شعبوں میں مسلمانوں کو جگہ نہ ملتی تھی۔ انگریز سے زیادہ ہندو ہمارا دشمن تھا

ہندوؤں نے نیشنل کانگرس قائم کی اور مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کر دیا۔ کچھ مسلمانوں کو ہندوؤں کی عیاری نظر نہ آئی اور اس طرح مسلمانوں پر ایک نازک دور آ گیا۔ اس صورت حال نے اقبال کو بے حد متاثر کیا۔ آپ نے اگرچہ عملی طور پر سیاسی میدان میں کام نہیں کیا لیکن مسلمانوں کے تن مردہ میں جان ڈال کے بیدار کر کے منزل کی جانب رواں کیا ؎

اقبال کا ترانہ بانگ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

اقبال کی شاعری کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمان سیاسی طور پر بیدار ہوں اور آپ اس مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے۔ آپ چاہتے تھے کہ یہاں کے مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ اور شریعت کے مطابق حیات اپنائیں۔ مولانا محمد علی جوہر نے اقبال سے کہا تھا کہ آپ کے ... اب نہیں گے، اس پر اقبال نے فرمایا تھا کہ میں تو ... ہوں میں گمنام ہوں تم جانتے ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ چند سال رہا کروں؟ لیکن اس کے باوجود اقبال نے پاکستان کی تشکیل کا خواب ضرور دیکھا ہے۔ چنانچہ بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۰ دسمبر ۱۹۴۲ء کو کہا "علامہ اقبال ایک بڑے شاعر اور فلسفی تو تھے ہی لیکن عملی سیاست دان کی حیثیت سے بھی وہ کم نہیں تھے۔"

قائد اعظم کو اچھی طرح معلوم تھا کہ جب مسلمانوں پر ہندوؤں کا سیاسی تسلط بڑھتا جا رہا تھا تو اقبال ہی نے خطبات مدراس میں مسلمانوں کو ان کے سیاسی حقوق سے آگاہ کر کے ان کے لئے ایک علیحدہ وطن کا تصور دیا۔ آپ نے کہا تھا۔

"میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر توازن کی قوت کی بدولت امن و امان قائم ہو جائے گا اور اسلام کو اس امر کا موقع ملے گا کہ وہ ان اثرات سے آزاد ہو کر جو عربی شہنشاہیت کی وجہ سے اس پر قائم ہیں۔ اس جمود کو توڑ ڈالے جو اس کی تہذیب و تمدن، شریعت اور تعلیم پر صدیوں سے طاری ہے۔ اس سے نہ صرف ان کے صحیح معانی کی تجدید ہو سکے گی۔ بلکہ وہ زمانۂ حال کی روح سے بھی قریب تر ہو جائیں گے۔"

علامہ نے اپنے ایک خط میں قائد اعظم کو لکھا تھا۔

"اسلامی قانون کے طویل و غائر مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر اس کا اطلاق کیا جائے تو کم از کم ہر شخص کے زندہ رہنے کا حق تو محفوظ ہو جائے گا"

ہندوؤں کی سازشیں جب عیاں ہو گئیں تو اقبال نے قائد اعظم کو اس طرح مخاطب کیا۔

"ان حالات میں یہ بالکل واضح ہے کہ برصغیر ہندوستان کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ نسلی، مذہبی اور لسانی رجحانات کی بنا پر اس ملک کی تقسیم کی جائے"

اور پھر سب نے دیکھ لیا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو علامہ اقبال کی یہ خواہش قائد اعظم اور ان کے ساتھیوں کی ہمت سے پوری ہو گئی۔ اور ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب اقبال کے ملک کی طرف دشمن کی میلی نگاہیں اٹھیں۔ تو اقبال کے شاہینوں نے ان کو لرزہ ڈال دیا تھا۔

اسلامی علمی یونیورسٹی کا قیام

جامعہ محمدی کا ۳۵ واں سالانہ تاسیسی تعلیمی اجلاس تمام پاکستان کے اہم تقاضوں کو پورا کرنے، اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے اور توحید و رسالت کے عالمگیر اصولوں کو قائم کرنے کے لئے ضروری قرار دیتا ہے کہ پاکستان میں سطح پر ایک ایسی علمی اسلامی یونیورسٹی قائم کی جائے جو دینی و دنیوی، علمی، عملی اور اخلاقی لحاظ سے مفید اور موثر ثابت ہو سکے۔

عربی مدارس کیلئے گرانٹ منظور کی جائے

جامعہ محمدی کا ۳۵ واں سالانہ تاسیسی اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی و اصلاحی خدمات کے پیش نظر دینی اداروں کی ہر ممکن اعانت سے حوصلہ افزائی کی جائے۔ اوقاف کی آمد کا بیشتر حصہ اسلامی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت پر خرچ کیا جانا چاہیئے اس لئے حکومت ملک کے اہم عربی مدارس کے کوائف حاصل کر کے ان کے مصارف کے مطابق گرانٹ دے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ خدمت کے قابل ہو سکیں۔

نیز یہ اجلاس عربی مدارس کے منتظمین حضرات سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اشتراک عمل سے دینی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے کام کریں اور ایک لائحہ عمل مرتب کریں جس سے عربی مدارس ایک تنظیم کے ماتحت کام کر سکیں۔

اردو کو دفتری زبان کی حیثیت دی جائے

جامعہ محمدی کا ۳۵ واں سالانہ تاسیسی اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہماری قومی زبان اردو کو اس کا صحیح اور مناسب مقام دیا جائے ہر قسم کے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو ہی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے اور سی۔ ایس۔ پی، دفاتر میں انگریزی کی جگہ اردو زبان کی حیثیت سے جلد رائج کیا جائے کیونکہ اس زبان میں تعلیمی اور دفتری زبان ہونے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔

عربی

اس کی ثقافت اور پاکستان [illegible] سیاست کے نقطہ نظر سے کہ عالم اسلام جامعہ [illegible] زیادہ سے زیادہ پاکستان کی امداد اجلاس [illegible] اقتصادی امور تک محدود ہے۔ کے باعث افسوسناک ہے کہ روس نے بھارت کی اقتصادی امداد سے بالخصوص اسے فوجی امداد بھی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر [illegible] اور اسلامی ادب ثقافت کی [illegible] ضرورت ہے اس کی توسیع و اشاعت اور ترویج و ارتقاء کے لئے [illegible] بلا تاخیر موثر ترین اقدام کریں۔

چونکہ عربی میں بین الاقوامی زبان ہونے کی اہلیت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے بین الاقوامی سطح پر اس کی توسیع و اشاعت کی کوشش کی جائے یہ مستحسن اقدام عالم اسلام میں اتحاد اور مستحکم رابطے کے لئے موثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے (بعونہ تعالیٰ)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے (مدیر)

آہ! محب مکرم حکیم سردار محمد غفراللہ لہ ورحمہ

صد حیف کہ صحبت یار آخر شد

مرحوم و مغفور ... برس تک ... کی بات ہے کہ مولانا ...
مولانا حکیم محمد عبداللہ ... تشریف لائے تو ان کے ہمراہ
ایک صاحب ... تھے جن ... سے ... مولانا
نے ... تعارف کرایا کہ آپ حکیم سردار محمد صاحب
ہیں ... ایک ... لاہور ... سے
ملاقات ... پہنچ گئی۔ دین کی بات ہو یا ادب کا مسئلہ
... حاضر ... یا سیاسی ... مسئلہ سے
... نظر ... مستقبل کے دیکھے
... افسوس ہوتا۔ اس ملاقات میں
... شخصیت سے قلبی رابطہ
ہو گیا ... اس کے بعد ... ماہانہ
... اگرچہ ملاقات ... بار ... ہی
ہوتی مگر ... ایسے ... کہ ... ایک جا
بیٹھنے کا موقعہ ... ہر ملاقات ... گفتگو
اور ... حکیم سردار محمد صاحب کے
... انکشافات ... کا ذریعہ بنتی۔ ... کے
علاوہ ملتان، بہاولپور، لاہور ... رابطہ رہا اور
یہ رابطہ قلبی ... تعلق میں اضافے ... کا وسیلہ
بنا ... آپ سے ملاقات ہوئی تھی کہ
راقم الحروف نے "تذکرۃ الاطباء" میں حکیم سردار محمد صاحب کے
تعارف کے سلسلے میں لکھا۔

سلوک، جذب، طب، کیمسٹری، استغنا، کیمیا گری کا ایک
... تشخیص، تاریخ سے گہری
وابستگی ... و عبادات اور ... کی
... مسلمان کی حیثیت

[illegible] ... اور محمد
... عالم
... کو جانتے
... جا کر
... سکتے جاتے
... اور علم کرتے جائیں گے
... میں جنت ہوں گے کہ ... سے
اور ... جانتے ہیں مگر کسی ... انہیں مخاطب کر
... رہ جائیں گے کہ وہ ... اختیار ... کی
جستجو ... ہیں اور انہوں نے اس کی جزئیات تک کو علم
کی ... کر ... ہے۔

... حکیم سردار محمد صاحب کا کہنا ہے کہ ... احوال
... کے ... میں ... چھوڑ ... انہیں
چھوڑ دیا ... میں خلوت نشینوں کو جلوت میں ...
... کر ... کہیں ... کے ...
... ہیں۔

حکیم سردار محمد صاحب کے ... ایک ...

پوچھو ہے کہ کیمسٹری پر عمیق نگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ
اچھے شاعر بھی ہیں، بالخصوص فارسی میں بہت اچھے
شعر کہتے ہیں۔

حکیم صاحب ممدوح محب مکرم مولانا محمد عبداللہ صاحب
سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ ... سے تعلق ...
ہم کے رہنے والے ہیں ان کی خلوت ... کی راہ میں
حائل ہے۔ ابھی تک وہ اس باب میں کامیاب ہیں۔"

بعض کی ملاقاتوں میں محسوس ہوا کہ پہلا تاثر ...
صحیح تھا بلکہ آئینہ ... بھی دیکھتے ہیں! ... شرح ...
اور ... ایک ... حکیم سردار محمد صاحب کو ان
سطور میں "جذب و سلوک" کا مجموعہ کہا گیا ... ان ...
محفلوں اور گفتگوؤں میں آپ "مجذوب صاحب" کے نام سے پہچانے
اور ... جانے لگے۔ ... ان کا جذب و سلوک
موضوع سخن بن جاتا۔ ان سے ملاقات ہوتی تو طبیعت ...
... سلسلہ منقطع ... اور اگر ... ہوتا تو جلد ملاقات کی
... کی حد تک پہنچ جاتی، بزرگ بھائی اور مشفق
دوست مولانا حکیم محمد عبداللہ سے ہر گفتگو خواہ بالمشافہ
ہو یا خط اور فون کے ذریعہ ... مجذوب صاحب کے ذکر
سے آراستہ ہوتی اور اس طرح "ذکر حبیب کم نہیں وصل
حبیب سے" کا سا ماحول پیدا ہو جاتا۔ ... اب پچھلے ماہ
... بورڈ ... کے ماہانہ اجلاس میں شرکت کے لئے
مولانا ممدوح تشریف لانے والے تھے تو ... یہ بات بھی
انہوں نے فرمائی کہ "مجذوب صاحب" بھی ہمراہ ہوں گے
مولانا محترم، مکرم بھائی شیخ قمر الدین غفر اللہ لہ و رحمہ سے
تعلق کا آغاز بھی مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب ہی کے توسط
سے ہوا۔ غالباً یہ ... کی بات ہے،
شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور
صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ ... کے معاملے میں
"اسلامیت" کے نقیب تھے۔ انہوں نے عید کارڈوں
کو "اسلامی انداز" پر ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی جب
ہم ایسے "خشک" دوستوں سے واسطہ پڑا تو وہ
"عید کارڈوں" کی ... سے ... چلے گئے
... کی ... دوسرے گوشوں کی تلاش میں
مصروف رہے۔ مرحوم شیخ صاحب کے مکان پر ہی قبل از
تقسیم برطانوی ہند کے "باغی" اور مجاہدین کے امیر، مولانا
فضل الٰہی صاحب ... سے بھی ... ملاقات
ہوئی اس سے شیخ صاحب کی "جی داری" اور اسلام سے
... وابستگی کا بھی احساس ہوا۔ آپ سے اسی گہرے
رابطے ہی کا تعلق تھا ... سے ... جب
... اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... پاکستان پہنچے
کی ... "واشنگٹن ... " سے ابتداء تا ...
کو رخ ... اسلامی کے ... کی قیام گاہ کی جانب تھا

لیکن اچانک قلب و دماغ میں ایک بجلی کی ... اور
... شیخ قمر الدین کے مکان کی جانب ... ہوا۔ ایک دو
... اندازہ ہوا کہ تبدیلی کا یہ فیصلہ درست تھا۔ مرحوم
و مغفور شیخ صاحب نے انتہائی محبت و اخلاص کا ثبوت
دیا اور اس ... کے عالم میں کئی دن تک اپنے مکان
میں رہنے پر اصرار کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء
جب ... شدید اختلافات کے بعد راقم جماعت
اسلامی سے الگ ہوا تو مسموم ... کے باعث، پرانے
احباب سے ملاقات میں احتیاط برتنے لگا۔ متعدد تلخ تجربے
بھی ہوئے اور حسب ... سے زیادہ افسوس ... ملاقات
... دوست، مولانا ... صاحب سے ہوئی
تو اس احتیاط میں مزید اضافہ ہوا ... کے بعد شیخ
قمر الدین مرحوم نے بعض احباب بالخصوص بھی مولانا
حکیم محمد عبداللہ صاحب سے شکوہ کیا اور ... کے ساتھ
لاہور ... موقعہ پر راقم کی قیام گاہ پر خود تشریف بھی
لے آئے تو ان کی وسعت ظرفی اور ... کا نقش ثبت
ہو گیا۔

الغرض مرحوم، مخلص، اسلام سے سچی محبت رکھنے
والے، وسیع المشرب اور اسلامی تشخص ... سے قلبی
... رکھنے والے دوست تھے۔ ان کی وفات سے دلی
صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ان کی بال بال مغفرت فرمائے
اور ... اعلیٰ ... میں اپنی نوازشات سے نوازے۔
آمین یا رب العالمین

ان ... مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب
کی معیت میں حکیم سردار محمد صاحب تشریف لا رہے تھے تو
ایک اضطراب سا ہوا، اگرچہ ... کہ ... دعا کریں گے
ضرور ... کی بات آئی تو یاد آیا، مرحوم و مغفور حکیم
سردار محمد صاحب کی مجذوبیت ہی کا شاید اثر تھا کہ ...
اوقات ... کے باوجود ان سے ... رابطہ ہو جاتا ...
ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ کئی وعدوں کے باوجود وہ تشریف نہ لائے
تو طبیعت میں ایک طرح "غصہ" پیدا ہوا۔ اچانک ایک
شب کوئی ۹ بجے کے قریب تشریف لے آئے اور آتے ہی
فرمایا: "... سے آخر کیوں بلایا؟" ... کر ہی بلایا
تھا تو پیغام بھیج دیا ہوتا، اور واقعہ یہ ہے کہ انہیں
اچانک چوٹ بھی لگی تھی اور اس کا نشان بھی سر پر
موجود تھا ... یہ تو جذب کی باتیں ہیں جو مرحوم اپنے ساتھ
لے گئے۔

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز صلاحیتوں سے
نوازا تھا۔ طب اور بالخصوص کیمسٹری میں وہ ایک ممتاز
مقام رکھتے تھے۔ "تشخیص مرض" میں ... اسباب
پر ان کی نگاہ بڑی گہری تھی اور علاج کے بارے میں ... کی
... خدا داد ... سے ... اوقات راقم
کے ذہن پر یہ اثر مرتسم کرتی کہ اگر حکیم سردار محمد صاحب ایک
دو برس ہی اس فن کے لئے مخصوص کر دیں تو طب اسلامی
ارتقاء ... کی ایسی منزل سے ہمکنار ہو سکتی ہے جو شاید
سیکڑوں ... کی کاوشوں سے ... آپ

کیمیا کو طب کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اضطراب کی حد تک وہ اس سے [illegible] لیکن ایک تو ان کی محدودیت، دوسرا علمی، ثانیاً وہ چلتے [illegible] دینی اور نظر نگاہ سے۔ ابھی اس شعبہ [illegible] میں کسی دوسرے کو شریک سہیم نہ پاکر بچ بچ جاتے تھے اور مہلت ان کے لئے ممکن نہ تھی کہ خود کہیں جم کر کام کریں اگر ایسا ہوتا تو محدودیت وہ کیسے باقی رہ سکتی تھی۔

طب سے زیادہ جس چیز نے مجھے ان سے زیادہ قریب کیا وہ ان کا اسلامی ذہن اور "قرآنی ذوق" تھا۔ ایک دن [illegible] مرحوم گھر سے اشرف بیمار پرس جا رہے تھے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے قریب سے گزرے، اس وقت بات اس عنوان پر ہو رہی تھی کہ انسانی معاشرہ اور افراد کے لئے سب سے زیادہ مضر چیز "باطن لوگوں کی وسوسہ اندازی" ہے۔ فرمانے لگے

"وسوسہ کی شر انگیزی ہی تو ہے کہ حسد، جادو، تاریکی کے نقصوں اور بدیہ ہے کہ تمام کائنات کے آمادۂ فساد عناصر یا افراد کی شر انگیزیوں سے تحفظ کے لئے تو ایک ہی "درخواست" کافی سمجھی گئی۔ لیکن تنہا "وسوسہ" سے پناہ کے لئے تین درخواستیں اور تین بڑے سہارے ضروری قرار دیئے گئے"۔

بات تو انہوں نے اس سے بھی اجمال کے ساتھ کہہ دی اور چونکہ ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہا کہ وہ جملوں میں نہیں حروف میں "صفحات" سمیٹنے کے عادی ہیں، راقم ایک لمحے چکرائے سوچ میں ڈوب گیا اور جب ایک ثانیہ کے بعد ان کا استدلال ذہن کی گرفت میں آیا تو سچ یہ ہے کہ اس کی حلاوت جیسے اب تک محسوس کی جا رہی ہے۔

مفہوم یہ تھا کہ "معوذتین" میں سورہ فلق میں "من شر ما خلق، ومن شر غاسق اذا وقب، ومن شر حاسد اذا حسد" ان تمام کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے جو تعوذ کیا گیا ہے تو صرف "برب الفلق" کا وسیلہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن سورہ "الناس" میں پناہ مانگی گئی ہے صرف "وسواس الخناس" سے لیکن اللہ ذوالجلال کی تین بنیادی صفات کا وسیلہ پیش کیا گیا ہے۔ اعوذ برب الناس، ملک الناس، الٰہ الناس ... من شر الوسواس الخناس ...

یہ بات [illegible] کیمیا پر بحث کے دوران "خلقنا زوجین" و "جعلنا من الماء کل شیء حی" "ولقد خلقنا الانسان من حماء مسنون" اور ایسی ہی دوسری آیات سے ایسے استدلال کرتے کہ جہاں موجودہ کیمسٹری کا ادھورا پن؟ کام ہوتا وہاں علامت قرآن کی جھلک دکھائی دیتی۔ اور لطف یہ کہ مرحوم قرآن مجید کو کیمیا، طب یا کسی دوسرے فن کی کتاب نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا تصور یہ تھا کہ یہ تو صرف "معرفت الٰہیہ" کے حصول کا ذریعہ اور اس کا منشا و مقصد صرف ہدایت ہے۔ لیکن چونکہ اس کا مخاطب انسان ہے تو انسان کے فکر کی ہر جہت سے اس کائنات میں تفکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس لئے اس کا مطالعہ سے استفادہ [illegible] "مرصوع" [illegible] بے پایاں خزانہ [illegible] کا متقضی ہے اور اگر اسے سمجھ لیا جائے تو قرآن میں "السماوات والارض" کے سارے [illegible]

ہے اور عصر حاضر کی مانی مسلمانان عالم میں "ایک اتحاد" کا دعوہ داخلی صورت اختیار کر سکتے تھے۔

حکیم سردار محمد صاحب ایک حساس اور ذہین شاعر بھی تھے، ایک واقعہ ہوا "مطب اشرف" شہرہ [illegible] کے انچارج سید [illegible] حکیم سکندر شاہ صاحب نے مطب کے فن کے ہی سلسلے میں "امروز" کے "مفتی" کو ایک خط لکھا جب یہ خط "مفتی" صاحب کے تبصرے کے ساتھ "امروز" میں شائع ہوا تو آپ نے ملتان سے راقم کو ایک بے نام خط لکھا جس کا متن یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشرف المکرم

السلام علیکم

گر عنوان سکندر شاہ و در امروز [illegible]
این تماشائے عجب و [illegible]
یاد او [illegible] کی آید مرا
[illegible] آید مرا
السلام اے اشرف المخدوم [illegible] السلام
سوئے الفت [illegible] کلفات سلام
خاطر خود را [illegible] یادش [illegible]
[illegible] دل را تسلی [illegible]
[illegible] فراق [illegible]
[illegible]

"جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد" میں فائرنگ کا حادثہ رونما ہوا جس سے جامعہ کے ہیڈ ماسٹر شہید ہو گئے۔ مولانا محمد بشیر صاحب سیالکوٹی، مولانا محمود صاحب اور چند طلبا زخمی ہو گئے۔ اس کی اطلاع ملنے پر حکیم سردار محمد صاحب کا خط یہ تھا:۔

مرگ عالم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشرف المکرم!

السلام علیکم۔ کراچی سے واپسی پر معلوم ہوا کہ ایک [illegible] سانحہ پیش آیا۔ انا للہ، دو ایک دن بعد خود کو یہ کہہ کر صبر دلاتا رہا کہ اخبار میں نام تو نہیں تھا کوئی اور جامعہ تعلیمات ہو گا۔ کل آپ کی [illegible] کے خادم نے میری خود ساختہ فریب کاری کا بھرم کھول دیا۔ انسان خود سے کتنے فریب کھاتا ہے۔ حالانکہ مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے خود آپ سے جنگ کی جسارت کا گلہ کیا تھا۔ اللہ جانتا ہے میں بہت [illegible] تھا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] پر افشاں
[illegible] بر زبان ما اسیران [illegible]

ہاں صاحب ایک بات پوچھوں، یہ خبر جب آپ نے سنی تو آپ کے دل کی کیا حالت تھی؟ جواب [illegible]

[illegible]
[illegible]

شوال ۱۴۰۸ھ (جون ۱۹۸۸ء) میں مطب اشرف کے مشاورتی بورڈ کا اجلاس تھا۔ مولانا حکیم محمد عبید اللہ صاحب کے ساتھ حکیم سردار محمد بھی تشریف لائے، آپ نے ارتجالاً ایک رباعی کہی تھی، وہ اس موقعہ پر آپ نے سنائی۔ بعد ازاں خود اپنے قلم سے عزیزم [illegible] اشرف [illegible] کی ڈائری پر اس انداز سے لکھی ہے

مطب اشرف ہست [illegible]
[illegible] سکندری
[illegible] عبید اللہ خوش بخت بلند
[illegible]

اسی موقعہ پر [illegible] "اشرف اکیڈیمی" کا اجلاس ہوا تھا۔ فاضل جلیل محترم حکیم عبد اللہ جان نقوی صاحب، اپنا تحقیقی مقالہ پیش کر چکے تو انہوں نے اظہار [illegible] پر خوب خوب [illegible] "جمود" توڑنے پر انہیں جھنجھوڑا تھا اور کہا تھا کہ "جمود" سے آگے بڑھنے سے محروم رکھتا ہے۔ حکیم سردار محمد صاحب نے اس مقالہ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ جمود صرف [illegible] میں واقع نہیں ہوتا، جمود کا شکار افراد اور قومیں [illegible] اور ارتجالاً کہا ہے

ان کو ملتی ہے نت نئی منزل
ہم جہاں تھے وہاں بھی رہ نہ سکے

آہ! [illegible] صلاحیتیں [illegible]! اچانک ایک روز [illegible] تمام صلاحیتیں [illegible] سے خون پر کہا۔ [illegible]

[illegible] ان کی خدمات اور پاکستان
[illegible] کے نقطہ نظر سے [illegible]
[illegible] سے زیادہ یہ کہ پاکستان کی امداد [illegible] اقتصادی [illegible] ضرورت ہے۔

[illegible] کی اقتصادی امداد [illegible]
[illegible] تقریب [illegible] کی جائیں۔

اللھم اغفرلہ [illegible] وادخلہ [illegible] انت الغفور الرحیم [illegible] انک انت التواب الرحیم

---

۱ حضرت [illegible] کی [illegible] ملتان مراد ہے۔ (ادارہ)

۲ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے شعبہ پرائمری کے ہیڈ ماسٹر مرحوم نور خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ جو فائرنگ سے شہید ہو گئے تھے (ادارہ)

٭ ٭ ٭

مولانا عبدالحق قاسمی

اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی اکابر کا طرزِ عمل

اسلام ــــ پوری امت کو ایک اتفاق و اتحاد، اخوت کا علم دیتا ہے اور ہر امت کو فرض دیتا ہے کہ "حبل اللہ" (کتاب وسنت) کو مضبوطی سے اور سب مل کر تھامے رہو۔ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا) اور ساتھ ہی حکم دیتا ہے کہ کسی بھی مرحلے میں آپس میں افتراق کی صورت اختیار نہ کریں (ولا تفرقوا) ــــ لیکن بدقسمتی کی انتہا ہے کہ ہم نے قرآن کے اس صریح احکام کو پس پشت ڈال دیا اور ہم ایک کے بجائے کئی حصوں میں بٹ کر رہ گئے ــــ اس بیماری کا علاج کیا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے، جس پر مختلف خیال کی وسعت کے ساتھ تمام اصحاب ایمان ارباب علم و دانش سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی، مولانا صاحب عبدالحق قاسمی مدظلہ کا مندرجہ ذیل مقالہ ہے، جس میں آپ نے اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی اکابرین کے باہمی طرزِ عمل کو مختصر طریق پر پیش فرمایا ہے۔ (ادارہ)

آج کی گرم بازاری

جب کہ ملک میں فرقہ بندی اور گروہی تعصبوں کی گرم بازاری ہے ــــ ــــ ــــ

ــــ ــــ ثقافت کے نام سے بے پردہ کو شش و رقص کا فروغ دیا جا رہا ہے۔ اور اسلامی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا محبوب مذہب کو مذاق بنانے کی فکر ہے۔ مختلف مذہبی مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں کا [illegible] مسلمانانِ عظیم فتنوں سے [illegible] کوشش کرتے اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کی تحقیق [illegible] فروعی مسائل میں [illegible] جنگ و جدل اور متشدد گروہی [illegible] سازی کی مہم زور و شور سے جاری رکھی ہے۔ ایک دوسرے کے اقوال کو غلط معنی پہنا کر ایک دوسرے کو بدنام کرنے کا پرچار اور عوام کا تنگ نظر بنا کر اپنے "مریدین" کا حلقہ بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ شعبہ اسلام پر غالباً اداروں کا کام بنا کر بیٹھتے ہیں۔ اور جو ان کو اس کی فکر ہے البتہ اس گروہ بندیہ کی شاخوں، ٹہنیوں اور پتوں کی حفاظت کے لئے ہر جگہ لگے رہتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ سب سے پہلے جڑ کو کھوکھلا کر دینے سے بچانا چاہیے، جڑ سلامت ہو تو اس سے شاخیں پھر بھی سرسبز ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر درخت کو بیخ و بن سے ہی اکھاڑ دیا گیا تو شاخیں اور پتیاں کب تک ہری رہ سکیں گی؟

عارضی حل

اس مصیبت کا ایک حل تو یہ سمجھا گیا ہے کہ گو بظاہر جنگ و جدال کی حالت میں مشترکہ اجتماعات ہو جایا کریں۔ اگرچہ یہ شکل بھی کسی حد تک مفید ہے لیکن یہ حل وقتی ہے جس پر دوسرے درجہ کا حل ہے۔ اصل علاج یہ ہے کہ ذہنوں کو صاف کیا جائے۔ اس کے بغیر کسی مشترکہ اجتماع اور کسی ہنگامی تحریک پر کوئی ٹھوس اور پائیدار نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خلافت، مسلم لیگ اور دوسری تحریکات میں دیوبندی، بریلوی، حنفی اہل حدیث سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے۔ سب نے مل کر ایک دسترخوان پر کھانا کھایا، ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں بھی ادا کی گئیں۔ لیکن جب یہ تحریکیں ختم ہو گئیں تفرقہ پسند لوگوں نے حسب سابق ایک دوسرے کے مقابلہ میں اسٹیج چڑھا لیں۔ اکھاڑے پھر سے آباد اور میدان جنگ گرم کرنے لگے۔ اس تجربہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب تک ذہن صاف نہیں ہوں گے اور بلند نظری اور وسعت ظرفی پیدا نہیں ہوگی، مشترکہ اجتماعات اور وقتی تدابیر نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکیں گی۔

مستقل حل

ذہنوں کو صاف کرنے کے لئے صاحب اور ارباب فکر کو تدابیر سوچنی چاہئیں۔ میرے ناقص خیال میں ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے مقتدر اور اکابر علماء و مشائخ اور بزرگوں کے وہ ارشادات و اقوال شائع کر کے ملک کے کونے کونے میں پھیلائے جائیں جن میں ایک دوسرے سے مصالحت، رواداری اور صلح جوئی اور تفرقہ اسلام پر جمع رہنے کی تعلیم دی گئی ہو اور بے جا تنگ نظری اور منافرت انگیزی اور ایک دوسرے کے بزرگوں پر حملے کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ یہ چیز اگر عوام کے ذہن نشین ہو گئی تو رواداری کی بے پناہ قوت پیدا کر دینے کا ذریعہ بن جائے گی۔ عوام تفرقہ پسند حضرات سے یہ دریافت کریں گے کہ جن بزرگوں کو تم اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہو، جن کی حق پسندی، للّٰہیت اور خلوص کے تم قائل ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جن کی ہدایت پر تم نے یہ ادارہ قائم کر رکھا ہے، جب ان بزرگوں کا طرز عمل اپنے مخالفوں کی نسبت یہ تھا جس کا اظہار ان کے ارشادات اور عمل سے ہو رہا ہے تو تم ان کا پیرو ہو کر اس معاملہ میں بالکل برعکس چلا کرتے ہو؟ تم ان کے نقش قدم پر کیوں نہیں چلتے؟ اور تم نے جنگ و جدل اور منافرت کا طوفان کیوں برپا کر رکھا ہے؟ کیا تم اپنے مسلمہ بزرگوں سے زیادہ دین کا درد رکھنے والے ہو؟ اگر اس پر بھی جنگ جو افراد نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو رائے عامہ ان کو جنگ و جدال کرنے کی اجازت نہ دے گی اور اگر خدا نے توفیق بخشی تو مجھے یقین ہے کہ ان کی روش بدل جائے گی یا پھر ان کی آواز صدا بصحرا ہو کر رہ جائے گی، اور اس طرح ملت اسلامیہ ان کی مسموم ذہنیت کے اثرات سے محفوظ ہو کر کفار و ملحدین اور زندیقوں کے حملوں کی مدافعت اور تعمیری و تبلیغی امور کی انجام دہی کے سلسلہ میں کوئی موثر قدم اٹھا سکے گی۔

اسی نقطۂ نظر سے ذیل میں مختلف مکاتب فکر کے بعض مسلمہ بزرگوں کے چند اقوال و احوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ علماء ان بزرگوں کی اتباع میں اپنے اندر وسعت قلبی، رواداری اور فراخ دلی پیدا کریں اور عوام میں جنگ و جدال کے طریق کو ترک کر دیں اور اختلاف رائے کو اس کی حدود میں محدود رکھیں۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ

منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری مرحوم (سابق اسیر جزائر انڈیمان) نے "تواریخ عجیبہ" (مرحوم) کے نام سے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کے طبع اول (۱۸۹۱ء) کے صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے:

"جب عید کی نماز کا وقت آیا تو سب لوگوں نے جمع ہو کر مولوی (اسماعیل صاحب شہید) سے عرض کیا کہ امام عیدگاہ بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے کسی دوسری جگہ نماز عید پڑھنے کا بندوبست کیا جائے۔ تب مولانا شہید نے فرمایا کہ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا بدعتی ہوتا ہے، ہم تفرقہ مسلمین کے باعث نہیں ہوں گے وہ (امام عیدگاہ) ہمارے چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد ہیں وہ یہ سب باتیں محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہیں اپنے عقیدے سے نہیں کہتے۔"

پیر سید مہر علی شاہ

حضرت پیر صاحب کا جو مرتبہ مشرق، ہندوستان میں

نمبردست کا تو پیران طریقت میں شمار ہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ صرف شیخ طریقت ہی نہ تھے بلکہ بہت عالم و فاضل بھی تھے۔ آپ نے مختلف مکاتب فکر کے بزرگوں کے معاملہ میں جس قدر حسن ظن اور فراخدلی کا ثبوت دیا ہے وہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے حضرت پیر صاحب کے مشرب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے مسلک میں جس درجہ کا اختلاف ہے ظاہر ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود حضرت پیر صاحب مسئلہ امکان و امتناع نظیر کے باب میں حضرت شہید مرحوم اور حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی کی باہمی بحث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دونوں کو خدا کی بارگاہ سے اجر و ثواب ملے گا اور دونوں کی نیت بخیر تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔

مولانا شیر محمد شرقپوری

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری جب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری سے ملاقات کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے تو میاں صاحب نے فرمایا

"میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا فرمایا۔"

اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علماء دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں!!"

اپ نے حضرت شیخ الہند کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا۔

"میرے پاس موجود و محفوظ ہے"

حضرت میاں صاحب نے دو کپڑے (کرتہ، تہبند) اور شاید پگڑی بھی اور پانچ روپے کرتے کی جیب میں ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو رخصت کرنے کے لیے بنفس نفیس موٹروں کے اڈے تک تشریف لائے اس واقعہ کے راوی مولانا عبدالحنان ہزاروی ہیں اور اس کا ذکر انہوں نے اپنے ایک مضمون شائع شدہ "دارالعلوم" میں کیا ہے۔

مولانا نانوتوی

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی علامت مدتی مشہور ہے آپ نے دوسروں کے معاملے میں دامن انصاف ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑا۔ آپ کی انصاف پسندی اس سے ظاہر ہے کہ مسئلہ علم غیب میں ایک متعین مسلک پر قائم ہونے کے باوجود تکفیر کے باب میں حزم و احتیاط کی تعلیم دیتے ہیں۔

چنانچہ "امیر الروایات" یعنی حضرت مولانا نانوتوی کی حالات کا ایک واقعہ منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک رات حضرت مولانا محمد ایک کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے کمرہ میں مولانا احمد حسن صاحب امروہی اور جناب امیر شاہ خان صاحب دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

امیر شاہ خان صاحب مرحوم نے کہا کہ ہم فجر کی نماز فلاں مسجد میں پڑھیں گے وہاں کا امام بہت خوش الحان ہے اس پر مولانا امروہی نے کہا کہ ہم اس امام کے پیچھے نماز ہرگز نہیں پڑھیں گے وہ ہمارے مولانا (نانوتوی) کی تکفیر کرتا ہے اس گفتگو کو حضرت مولانا نانوتوی نے سن لیا، فرمایا۔ احمد حسن! میرا خیال تھا تم مولوی ہو گئے ہو مگر تم تو ابھی جاہل ہی ہو۔ کیا قاسم کی تکفیر سے کوئی اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہو جائے بلکہ یہ تو اس کے تدین کی دلیل ہے کہ اس کو ہمارے متعلق روایت ہے اور یا کسی پہنچی ہو گی اس لیے اس نے کافر کہا گو وہ روایت غلط ہو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے چنانچہ آپ نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھی۔"

مولانا تھانوی

حضرت مولانا تھانوی کا مقام تو اس عصر میں نہایت بلند ہے۔ آپ کے ملفوظات و مقالات میں بکثرت ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے شدید مخالفوں تک کے معاملہ میں بھی ہمیشہ عدل سے کام لیا۔ بعض اوقات تو اپنے مخالفوں کی طرف سے صفائی بھی پیش فرماتے جہاں تک ممکن ہوتا مخالف کے قول کی بھی ایسی توجیہ فرماتے کہ اس پر فتویٰ کفر عاید نہ ہو چنانچہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مولانا خلیفہ حضرت تھانوی راوی ہیں کہ:

"حضرت کا ایک مرید حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا اس نے کہا کہ ہماری مسجد کا امام "بہشتی زیور" (حضرت تھانوی) کی تصنیف کو گالیاں دیتا ہے اس لیے میں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ حضرت نے فرمایا:۔ اس کے پیچھے نماز پڑھا کرو۔ بہشتی زیور کو بُرا کہنے سے اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہوتی" اسی طرح میرے شفیق استاد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب (خلیفۂ اعظم حضرت تھانوی) نے مجھ سے بار بار فرمایا کہ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔"

مولانا ابوالحسنات

مولانا معروف بریلوی مکتب فکر کی جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر اور مسجد وزیر خاں لاہور کے خطیب تھے آپ کا ایک سلجھا ہوا بیان روزنامہ نوائے پاکستان لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا جس کے الفاظ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

"لاہور ۱۸ اپریل جماعت اسلامی کی تربیت گاہ اچھرہ کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مولانا ابوالحسنات نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں صحیح طور پر بیان کروں کہ بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بریلی اور دیوبند دونوں جگہ پر حنفیاں اور حنفیہ اور پر مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ اس لیے بریلویوں اور دیوبندیوں کے اختلافات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا موضوع زیر تقریر کا عنوان ہی درست نہیں علماء دیوبند اور علماء بریلی دونوں مقام ہندوستان میں رہ گئے اس لیے پاکستان میں ان کے اختلافات کا سوال ہی بے معنی ہے مگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کا مدرسہ اور دیوبند سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں کے نظریات و افکار کے اختلافات پر روشنی ڈالی جائے تو میں واضح کیے دیتا ہوں کہ اساسی عقائد کے اعتبار سے دونوں گروہوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بریلوی علماء حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور دیوبند کے علماء بھی اصولی طور پر اسی عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں مسلکوں کے علماء کے درمیان بعض عبارتوں کے متعلق رائے کا اختلاف ہے۔ بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تحریروں پر معترض ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان تحریروں کے ظاہری معانی کو صحیح سمجھنے والا شخص گمراہ ہے۔ دیوبندی اپنے اکابر کی ان تحریروں کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال نہیں کرتے اصولی اساس میں بریلوی علماء سے متفق ہیں۔"

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

ماضی قریب کے مشاہیر میں سے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اگرچہ بعض متشدد افراد کی تکفیر کے باب میں بھی معیار کا توازن قائم نہیں رکھ سکے تاہم آپ بھی اصولی حیثیت سے معیار تکفیر کی تعیین میں فقہاء امت رحمہم اللہ کے ہمنوا تھے چنانچہ آپ نے اپنی کتاب "تمہید ایمان بآیات قرآن" مطبوعہ بریلی میں فرمایا ہے۔

"(۱) فقہائے کرام ... [illegible] ... کہ ... [illegible]"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر مولانا بریلوی مرحوم لکھتے ہیں۔

"(۲) کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے۔ ان سے مراد یہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلو کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں!!"

سید احمد بریلوی

حضرت سید احمد صاحب کی زندگی کے دو واقعات

ٹنڈر نوٹس

[illegible] سال ۱۹۶۸ [illegible] ٹنڈر [illegible]

[illegible] ۵ — ۸ بوقت ۱۱ بجے [illegible] ٹنڈر [illegible] کھولے جائیں گے۔

کام کی تفصیل [illegible] دیکھی جا سکتی ہیں۔ زیر دستخطی کو حق حاصل ہے [illegible] ٹنڈر منظور کرے۔

ٹنڈر فارم [illegible] زر ضمانت [illegible] ٹنڈر کے ساتھ [illegible] ہونا چاہیئے۔

ٹنڈر فارم صرف [illegible] جاری کئے جائیں گے۔

[illegible] ٹنڈر [illegible] کا انتظام کریں۔

نمبر شمار	نام کام بمع	تخمینہ رقم	زر ضمانت	میعاد کام
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دستخط

ایگزیکٹیو انجینئر

روڈز [illegible] ڈویژن

لائلپور

INF (M) 553/68

ترجمہ

[illegible]

بقیہ: اہلحدیث، دیوبندی

[illegible]

[illegible] منشی محمد جعفر [illegible]

[illegible] کرنے کے بعد مؤلف کتاب نے [illegible] مجلس مولود شریف [illegible] سید صاحب کی طرف سے مخالفت کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر سید صاحب نے مخالفت کی ہوتی تو مؤلف کتاب اپنی [illegible] کی وجہ سے اس کو ضرور نقل کرتے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ سید صاحب خاموش رہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ سید صاحب کی خاموشی کو پسندیدگی کا نام دیا جائے بلکہ اس خاموشی کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ آپ فروعی مسائل کے جھگڑوں میں مسلمانوں کو الجھا کر اپنے مقدس مشن (جہاد فی سبیل اللہ) کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔

بقیہ: پردہ

[illegible]

ایک شبہ کا ازالہ

[illegible]

(عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر پبلشر نے پاکستان الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی، لائلپور سے شائع کیا)